مجذوب

مؤلف

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ

عبدالرزاق ملیح آبادی



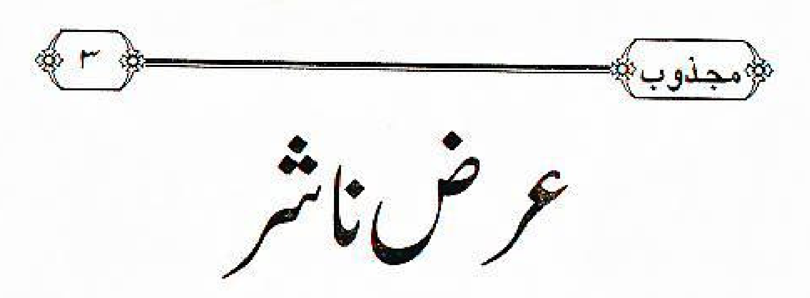
نام کتاب : مجذوب

مولف : شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابنِ تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ)

مترجم : عبدالرزاق ملیح آبادی

صفحات : ۳۲

ناشر : الدار السلفیہ



عرض ناشر

مسلمانوں کے انحطاط اور ان کے ملی زوال کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ آج پاگلوں ودیوانوں اور عقل وشعور سے عاری انسانوں کو "مجذوب" کا نام دیکر ولی اللہ اور خدارسیدہ، صاحب کرامت بزرگ سمجھا جاتا ہے، اور ان کے لاشعوری اشاروں اور دیوانہ بکواس کو الہام الٰہی تصور کرتے ہوئے عقیدتمند زندگی کے بڑے بڑے فیصلے کرتے ہیں۔ آخر وہ قوم کیسے ترقی کرسکتی ہے جو گندے، ننگ دھڑنگ اگھوری لوگوں کو اپنا روحانی پیشوا سمجھتی ہو۔

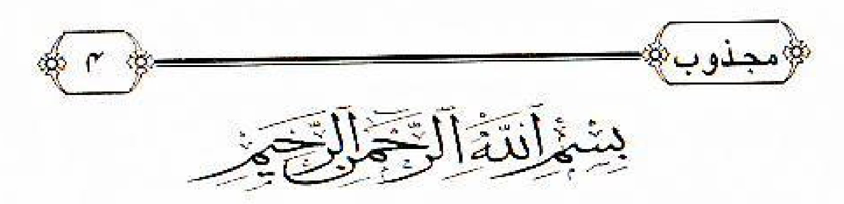
اسلام جیسے پاکیزہ، تہذیب وتمدن کے علمبردار دین کے لئے ان نام نہاد مجذوبوں کا وجود باعث ننگ وعار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک ساری دنیا کے لئے بہترین نمونہ ہے، لیکن اسلام کے نام پر مجذوبوں اور پاگلوں کی شکل میں جو دیوانے روحانی پیشوا کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں ان کا "اسوۂ رسول" سے کیا تعلق؟

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی تجدیدی خدمات کا ایک جزء ان کے یہ بیش بہا رسائل بھی ہیں، امید ہے کہ ان کے رسالہ مجذوب سے ملت اسلامیہ کی اصلاح کے لئے بڑی مدد ملے گی۔ دعا ہے کہ "الدار السلفیہ" کی یہ اشاعتی خدمت عند اللہ قابل قبول ہو۔

والسلام

مختار احمد ندوی

۲۰/جولائی ۱۹۹۳ء



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَاَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً

امّـا بعـد

ہر بالغ عاقل انس و جن پر یہ شہادت واجب ہے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں، جنھیں اس نے ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام دینوں پر غالب کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام جن و انس، عرب و عجم، فارس و ہند، روم و بربر، کالے گورے غرضیکہ بلا استثناء سب کے لئے مبعوث فرمایا ہے تاکہ تمام ظاہری و باطنی امور، عقائد، حقائق، طرائق، شرائع میں رہنمائی کریں۔

پس کوئی عقیدہ نہیں بجز آپ کے عقیدے کے، کوئی حقیقت نہیں بجز آپ کی حقیقت کے، کوئی طریقت نہیں بجز آپ کی طریقت کے، کوئی شریعت نہیں بجز آپ کی شریعت کے۔ کوئی مخلوق بھی اللہ اور رسول کی خوشنودی رضامندی عزت افزائی اور ولایت حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ ظاہر و باطن، قول و فعل، دل کی باتوں، عقیدوں، قلب کی حالتوں، کیفیتوں، لسان و جوارح غرض کہ ہر حالت میں آپ کی پیروی نہ کرے۔

کوئی شخص بھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ ظاہر و باطن میں آپ کا پیرو نہ ہو، ان تمام غیب کی باتوں کی تصدیق نہ کرے جن کی آپ نے خبر دی ہے۔ ان تمام اوامر کی تعمیل اور محرمات سے اجتناب نہ کرے جو آپ کے ذریعہ تمام مخلوق پر یکساں طور سے فرض وواجب ٹھہرادیئے گئے ہیں۔

پس جب کوئی آپ کی لائی ہوئی خبروں کی تصدیق نہ کرے آپ کے ٹھہرائے ہوئے اوامر و واجبات کی تعمیل نہ کرے، احوال باطنی میں ہو یا احوال ظاہری میں تو ولی اللہ ہونا بڑی چیز ہے، وہ سرے سے مومن ہی نہیں ہے اگرچہ وہ کتنی ہی کرامات و خرق عادات دکھلاتا ہو۔ کیونکہ اوامر و واجبات کے ترک کرنے کی صورت میں (مثلاً نماز وغیرہ عبادات اپنی جملہ شرائط کے ساتھ) یہ تمام خوارق عادات امور شیطانی احوال میں سے ہوں گے جو بندہ کو اللہ اور اس کی رحمت سے دور، اور اس کی ناراضی اور عذاب سے نزدیک کرتے ہیں۔

رہے بچے اور دیوانے لوگ تو بلاشبہ مرفوع القلم ہیں اور ان پر کوئی عذاب نہیں۔ مگر وہ کسی حال میں بھی اولیاء اللہ المتقین و حزب اللہ المفلحین و جندہ الغالبین میں شمار نہیں کئے جاسکتے کیونکہ وہ باطنی و ظاہری تقویٰ وایمان سے خالی ہیں جس کے بغیر ولایت پانا ممکن ہے لیکن باوجود اس کے ان کا شمار اپنے باپ دادا کی ماتحتی میں اسلام ہی میں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنابھم ذریتھم وما التناھم من عملھم من شیء کل امرء بما

كسب رهين (الطور. ٢١) (١)

یہ سمجھنا سخت غلطی ہے کہ عقل کھو جانے کے بعد وہ ان لوگوں میں سے ہو سکتے ہیں جن کے دل ایمان کے حقائق، ولایت الٰہی کے معارف، اور مقربین الٰہی کے احوال کا گنجینہ ہوتے ہیں کیونکہ ان تمام امور میں عقل اولین شرط ہے، اور دیوانگی عقل، تصدیق، معرفت، یقین، ہدایت حمد و ثنا کے بالکل متضاد ہے۔ خدا انہیں کے درجے بلند کرتا ہے جو ایمان لائے اور ہر علم سے اپنے تئیں آراستہ کر چکے ہیں۔ مجنون کو اگرچہ خدا آخرت میں سزا نہیں دے گا بلکہ اس پر رحم کرے گا۔ مگر وہ کسی طرح بھی اولیاء اللہ المتقین میں نہیں ہو سکتا۔

جو کوئی یہ یقین کرتا ہے کہ یہ لوگ جو نہ واجبات ادا کرتے ہیں، نہ محرمات سے اجتناب کرتے ہیں، عام اس کے کہ عاقل ہوں یا مجنون، مجذوب یا بنے ہوئے اولیاء اللہ المتقین وحزبه المفلحين وعباده الصلحين وجنده الغالبين السابقين المقربين المقتصدين سے ہو سکتے ہیں کہ جن کے درجے ایمان و علم کی وجہ سے بلند ہوتے ہیں، تو ایسا یقین رکھنے والا کافر و مرتد، اور محمد رسول اللہ کی رسالت کا منکر ہے۔ کیونکہ

(١) جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ شامل کر دیں گے اور خود ان کے عمل میں کچھ کم نہ کریں گے، ہر شخص اپنے عمل کے بدلے میں ہر شخص اپنے عمل میں پھنسا ہوا ہے۔

محمد رسول اللہ نے اپنے رب کی طرف سے صاف لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ اولیاء اللہ وہی ہو سکتے ہیں جو مومن و متقی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا و کانوا یتقون (۱) اور فرمایا یھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (۲) اور تقویٰ یہی ہے کہ انسان اللہ کی دی ہوئی بصیرت کے ساتھ اس کی اطاعت کرے اور اس کی رحمت کا امیدوار ہو، اللہ کی دی ہوئی بصیرت کے ساتھ معصیت الٰہی سے پرہیز کرے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ تقرب الٰہی کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان فرائض ادا کرے اور نوافل پر کاربند ہو جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے کہ خدا نے فرمایا "مجھ سے تقرب حاصل کرنے کی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ بندہ میرے فرائض ادا کرے، نوافل کے ذریعہ میرا بندہ مجھ سے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں" (بخاری)

۱؎ خدا کے دوستوں پر نہ کوئی ڈر ہے نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔ ۲؎ اے لوگو ہم نے تم کو ایک نر مادہ سے پیدا کیا، اور پھر تمہیں قومیں اور قبیلے کر دیا تاکہ باہم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو، تم میں بڑا شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔



فصل

خدا کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب عمل اور فرائض دین میں سب سے بڑا فرض اپنے اوقات میں پانچوں نمازیں ہیں۔ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے ان ہی نمازوں کا سوال ہو گا۔ نماز ہی وہ فرض ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں بذات خود فرض قرار دیا اور رسول کو بلا کسی واسطہ کے اس کا حکم پہنچایا۔ نماز اسلام کا ستون ہے کہ جس کے بغیر اسلام قائم نہیں ہو سکتا۔ نماز ہی دین کا سب سے اہم معاملہ ہے جیسا کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب اپنے عمال کو لکھا کرتے تھے "میری نظر میں تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی پابندی و حفاظت کی اس نے اپنے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضائع کر دیا وہ اپنے دوسرے عمل اور بھی زیادہ ضائع کرنے والا ثابت ہو گا" صحیح بخاری میں بالکل صاف لفظوں میں موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "بندے اور شرک کے درمیان ہر حد فاصل نماز ہے اور لوگوں کے مابین صرف نماز ہی کا معاہدہ ہے جس نے اسے چھوڑ دیا وہ کافر ہے" پس جو کوئی ہر بالغ و عاقل پر (باستثناء حائض و نفساء کے) نماز کی فرضیت کا قائل نہیں وہ باتفاق جملہ ائمہ اسلام کافر و مرتد ہے اگرچہ ساتھ ہی یہ اعتقاد رکھے کہ نماز عمل صالح ہے، خدا کو پسند ہے، ثواب کا ذریعہ ہے بلکہ خود بھی نماز پڑھے۔ بلکہ قائم اللیل و صائم

النہار ہی کیوں نہ ہو، مگر چونکہ وہ شخص نماز کی فرضیت کا قائل نہیں اس لئے وہ کافر اور مرتد ہے یہاں تک کہ وہ اپنا خیال بدلے اور سچے دل سے توبہ کرلے۔

اسی طرح جو یقین رکھتا ہے کہ عارفوں، واصلوں، اور کشف و کرامات رکھنے والوں، سے نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ یا یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے ایسے مقرب بندے بھی ہیں جن پر نماز فرض نہیں رہی اور اس ذات برتر تک وصول کے بعد ان کے ذمہ سے ساقط ہو گئی ہے۔ یا یہ کہ وہ ایسے احوال میں مشغول ہو گئے ہیں جو نماز سے زیادہ اہم اور بہتر ہیں، یا یہ کہ مقصود اللہ عزوجل کے ساتھ حضور قلب ہے۔ جب بندہ کو جمیعت خاطر اور اپنے مولیٰ سے حضور قلب کا درجہ حاصل ہو گیا تو اس کے لئے نماز غیر ضروری ہو گئی کیونکہ اس میں بہر حال انتشار فکر ہے۔ یا یہ کہ نماز سے غرض تحصیل معرفت ہے اور جب معرفت حاصل ہو گئی تو وہ فضول ہے۔ یا یہ کہ مقصود کرامات کا حاصل کرنا ہے جب وہ حاصل ہو جائیں بندہ ہوا میں اڑنے لگے، پانی پر چلنے لگے، یا یہ کرنے لگے وہ کرنے لگے، تو نماز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یا یہ کہ اللہ کے ایسے خاص بندے بھی ہیں جو محمد ﷺ کی پیروی سے اسی طرح مستغنی ہیں جس طرح خضر موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے بے نیاز تھے۔ یا یہ یقین کرے کہ نماز بغیر طہارت کے بھی مقبول ہوتی ہے یا یہ سمجھے کہ دیوانے مجنون اور مجذوب جو مقبروں، حماموں، پائخانوں،

سرائیوں، اور گھوروں وغیرہ گندے مقامات میں پڑے دکھائی دیتے ہیں، جو نہ وضو کرتے ہیں، نہ فرض نمازیں پڑھتے ہیں، وہ اولیاء اللہ ہیں۔ تو ایسا عقیدہ رکھنے والا باتفاق جملہ ائمہ اسلام کافر اور مرتد عن الدین ہے اگرچہ بذات خود کتنا ہی عابد و زاہد ہو۔ کیونکہ رہبان جو کہیں زیادہ زہد و عبادت رکھتے ہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی بہت سی صداقتوں کے قائل بھی ہیں۔ آپ کی اور آپ کے متبعین کی تعظیم اور تعریف بھی کرتے ہیں، مگر چونکہ پوری شریعت پر ایمان نہیں لاتے بلکہ بعض کی تصدیق کرتے، اور بعض کی تکذیب کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کافر قرار دیدیے گئے قرآن میں ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً اولٰئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٰئک سوف یؤتیھم اجورھم وکان اللہ غفوراً رحیماً(۱)۔ (النساء ۱۵۰۔۱۵۲)

(۱) جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے منکر ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں بعض رسولوں پر ہم ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کریں گے، اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے بین بین کوئی راستہ اختیار کریں، تو ایسے ہی لوگ یقیناً کافر ہیں، اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں تفریق پیدا نہیں کی تو اللہ انہیں ان کے اجر عطا فرمائے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مسلوب العقل مجنون یا مجذوب کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرفوع القلم ہے اور اس پر کوئی جزاو سزا نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مسلم ہے کہ اس کا ایمان، نماز، روزہ غرضیکہ کوئی عمل بھی صحیح و مقبول نہیں۔ کیونکہ اعمال عقل و فہم ہی سے مقبول ہوتے ہیں اور جس میں عقل نہیں اس کی نہ کوئی عبادت درست ہے نہ کوئی اطاعت مقبول۔ جس کی یہ حالت ہو وہ ہرگز ہرگز ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں ہر جگہ اصحاب عقل سے خطاب ہے "ان فی ذلك لایات لاولی النهی(۱) " اور هل فی ذلك قسم لذی حجر(۲) اور فاتقون یا اولی الالباب(۳) اور ان شرالدواب عندالله الصم البکم الذین لایعقلون(٤) اور انا انزلنه قرآنا عربیا لعلکم تعقلون(۵) اس میں عقل والوں کی تعریف کی گئی ہے۔ مجنونوں، مجذوبوں اور پاگلوں کی خدا نے ایک جگہ بھی تعریف نہیں کی، بلکہ دوزخیوں کی زبانی ان کی سخت مذمت کی ہے۔ فرمایا وقالوا لو کنا سمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (٦) اور ولقد ذرانا لجهنم کثیراً من الجن والانس لهم قلوب

(۱) ان میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں (۲) دانشمند کے لئے ان میں بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ چیزیں عقلمندوں کے نزدیک قسم کھانے کے لائق ہیں (۳) پس اے عقلمندو! مجھ سے ڈرو (۴) خدا کے نزدیک چوپایوں سے بدترین لوگ یہ گونگے بہرے ہیں جو کچھ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔
(۵) ہم نے عربی قرآن صرف اس لئے اتارا ہے تاکہ تم اسے سمجھو۔ (٦) اگر ہم سنتے سمجھتے ہوتے تو بھلا دوزخیوں میں کیوں ہوتے۔

لایفقھون بھا ولھم اعین لایبصرون بھا ولھم اذان لایسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل. (۱)

پس جو عقل نہیں رکھتا اس کا ایمان درست ہے نہ اس کی کوئی عبادت مقبول۔ رہا ایسا شخص جو یہودی یا عیسائی تھا پھر پاگل ہو گیا اور حالت جنون میں اسلام لایا تو اس کا اسلام ظاہر و باطن کسی حال میں بھی درست نہیں مانا جائے گا۔ اسی طرح اگر مسلمان تھا پھر کافر ہو گیا اور اس کے بعد جنون میں مبتلا ہوا تو اس کا حکم کفار کی مانند ہے۔ لیکن اگر ایمان پر قائم تھا اور مجنون ہو گیا تو بلاشبہ اسے ان نیکیوں کا ثواب حاصل ہے جو حالت عقل میں انجام دے چکا ہے لیکن جو مجنون ہی پیدا ہوا اور ہمیشہ اسی حالت میں رہا تو اس کا اسلام صحیح ہے نہ کفر معتبر۔ شریعت میں مجنون کا حکم بچے کا سا ہے، اگر اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہیں تو باتفاق تمام مسلمانوں کے اس کا شمار مسلمانوں میں ہو گا۔ اور اگر صرف ماں مسلمان ہے تو بھی جمہور علماء مثلاً ابو حنیفہ، شافعی، احمد کے نزدیک وہ مسلمانوں میں محسوب ہو گا۔ پس مسلمانوں کے بچے اور دیوانے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کے زمرہ میں اٹھائے جائیں گے لیکن اس اسلام سے مجذوب یا دیوانے کو دوسروں پر کوئی

---

(۱) ہم نے بہتیرے جن و انس صرف دوزخ ہی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل تو ہیں مگر ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے۔ آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں۔

ذرا بھی مزیت حاصل نہیں ہوتی اور نہ وہ اس کی وجہ سے اولیاء اللہ المتقین میں داخل ہو سکتا ہے جنہیں یہ درجۂ بلند صرف عقل و فہم کے ساتھ فرائض و نوافل کے ذریعہ تقرب حاصل کرنے کی وجہ سے ملتا ہے۔

قرآن میں ہے یٰا ایھا الذین امنوا لاتقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون (۱) یہ آیت شراب حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی ہے اور اس میں خدا نے نشہ کی حالت میں نماز کے قریب آنے سے بھی منع کر دیا ہے تاکہ انسان جو کچھ پڑھے اسے سمجھ سکے۔ پس اگر نشہ کی حالت میں، جو اس وقت حرام بھی نہ تھا، نماز پڑھنا محض اس وجہ سے حرام قرار دیا گیا ہے کہ اس حالت میں اپنی قرأت نہیں سمجھتا تو اس سے اس بات کا وجوب بھی معلوم ہوا کہ نمازی کو اپنی قرأت سمجھنا ضروری ہے اور جو کوئی اپنی قرأت نہیں سمجھتا اس کی نماز بھی درست نہیں۔ اگرچہ اس کی عقل کسی غیر حرام سبب ہی سے کیوں نہ زائل ہوئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بالاتفاق تمام علماء نے ایسی نماز کو نادرست بتایا ہے۔ اگرچہ اس کا باعث کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ جب عقل، کے عارضی فتور کا یہ حکم ہے تو ظاہر ہے مجنون یا مجذوب کی نماز یا عبادت کا کیا حکم ہوگا۔

اسی قدر نہیں بلکہ نیند اور اونگھ تک کی حالت میں نماز سے باز رہنے کا حکم ہے چنانچہ صحیحین میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا رات کو نماز پڑھتے ہوئے

---

(۱) اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ پھٹکو یہاں تک کہ جو کچھ (نماز میں) کہتے ہو اسے جانو

اگر اونگھنے لگو تو لیٹ جاؤ کیونکہ بسا اوقات ممکن ہے نیند کی حالت میں مغفرت کی دعا مانگنا چاہو اور نادانستہ منھ سے گالی نکلنے لگے" ابوالدرداء کا مقولہ ہے "علم کا اقتضاء یہ ہے کہ انسان پہلے اپنی ضرورت پوری کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تا کہ جی لگے" پس اگر ان تمام حالتوں میں نماز درست نہیں جن میں انسان کی عقل قابو سے باہر ہو جاتی ہے تو ظاہر ہے مجنون کی نماز بدرجہ اولیٰ نادرست ہو گی۔ مجنون سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کی عقل ٹھکانے نہیں اگرچہ اس کا نام مجذوب یا کچھ اور ہی کیوں نہ رکھ دیا جائے۔

اور معلوم ہوا کہ نماز افضل ترین عبادت ہے جیسا کہ صحیحین میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا "اللہ کو سب سے زیادہ کون عمل محبوب ہے؟" فرمایا اوقات میں نماز" صحیحین میں ایک اور حدیث ہے فرمایا" افضل ترین عمل اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد ہے "کوئی غلط فہمی میں پڑ کر دونوں حدیثوں کو متناقض نہ سمجھ لے کیونکہ ان میں باہم کوئی مخالفت نہیں ہے۔ پہلی حدیث میں نماز کا ذکر ہے اور دوسری میں ایمان کا اور معلوم ہوا کہ نماز ایمان کے مسمیٰ میں داخل ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں صاف موجود ہے "وما كان الله ليضيع ايمانكم" یعنی بیت المقدس کی طرف رخ کر کے جو نمازیں تم پڑھ چکے ہو، خدا انہیں ضائع کرنے والا نہیں۔ اس میں نماز کو لفظ ایمان سے تعبیر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان کی طرح نماز میں بھی قائم مقامی اور نیابت کسی حال میں بھی روا نہیں

رکھی گئی۔ یعنی جس طرح یہ ناجائز ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف سے ایمان لے آئے اسی طرح یہ ناجائز ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے نماز پڑھ لے اگرچہ کتنا ہی بڑا عذر موجود ہو، اور جس طرح ایمان سے کسی حال میں بھی کوئی مستثنٰی و معاف نہیں ہو سکتا جب تک عقل رکھتا اور بعض ارکان صلوٰۃ بھی ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

اب صاف ظاہر ہو گیا کہ جب عقل زائل ہو جاتی ہے تو انسان ان تمام فرائض و نوافل کی انجام دہی سے معذور ہو جاتا ہے جو تقرب الٰہی کا واحد ذریعہ ہیں۔ ولایت ایمان اور تقویٰ کا نام ہے۔ کامل ایمان و تقویٰ کا وجود فرائض و نوافل کے ذریعہ حصول تقرب ہی پر موقوف ہے۔ اور چونکہ مجذوب اس ذریعہ تقرب سے محروم ہو جاتا ہے اس لئے وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہو سکتا، البتہ یہ ضرور ہے کہ اپنی مجنونانہ زندگی میں وہ مرفوع القلم ہے اور حساب و کتاب اور جزا و سزا سے اسی طرح آزاد ہے جس طرح بچے اور چوپائے آزاد ہوتے ہیں۔

فصل

اگر مجنون پاگل ہونے سے پہلے مومن تھا اعمال صالحہ رکھتا تھا اور فرائض و نوافل کے ذریعہ تقرب چاہتا تھا تو اسے اپنے اس سابق ایمان و عمل صالح کا ثواب ملے گا۔ اور ولایت الٰہی کا وہ درجہ حاصل رہے گا جو وہ اپنے ایمان و

تقویٰ کے اندازہ سے پا چکا تھا۔ جنون کی وجہ سے اس کی یہ سابق نیکیاں باطل نہیں ہو جائیں گی جس طرح موت سے باطل نہیں ہوتی ہیں۔ کوئی بدی بھی ایسی نہیں جو تمام نیکیوں کو باطل کر دے، ہاں اگر کوئی ایسی بدی ہے تو وہ صرف ایک ارتداد ہے جو تمام نیکیوں کو پائمال اور کالعدم کر ڈالتا ہے اسی طرح کوئی نیکی نہیں جو تمام گناہوں کو دھو ڈالے اور اگر کوئی ہے تو وہ سچی توبہ ہے جو تمام گناہوں سے انسان کو بالکل پاک صاف کر دیتی ہے لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ مجنون یا مجذوب حواس کی حالت میں جو کچھ کرتا تھا وہ اس کے اعمال نامہ میں مجنون ہونے کے بعد بھی برابر لکھا جاتا رہا ہے۔ جنون کے بعد نہ اس کی نیکیاں لکھی جائیں گی نہ بدیاں۔ کیونکہ اب اس میں کوئی صحیح قصد وارادہ باقی نہیں، جو صحت اعمال کی بنیادی شرط ہے۔

اعتراض میں یہ حدیث پیش کرنا صحیح نہیں کہ بندہ جب بیمار یا مسافر ہوتا ہے تو اس کا وہ عمل اس کے نام پر برابر لکھا جاتا ہے، جو وہ تندرستی اور حالت قیام میں کیا کرتا تھا" نیز یہ کہ غزوۂ تبوک میں آپ کے اس قول سے بھی استدلال درست نہیں کہ مدینہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو باوجود یہاں نہ ہونے کے ہر راستہ اور ہر وادی میں تمہارے ساتھ چل رہے ہیں" صحابہ نے عرض کیا کہ مدینہ میں وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا "وہ لوگ ہیں جو مجبوری کی وجہ سے آ نہیں سکے" کیونکہ یہ دونوں حدیثیں ان لوگوں کے بارے میں ہیں جو عمل کی نیت اور رغبت صحیح رکھتے تھے مگر

حالات سے مجبور ہو گئے۔ اس لئے بمنزلہ عمل کرنے والوں کے ہیں۔ لیکن مجنون و مجذوب کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ عقل زائل ہونے کے بعد اس میں نہ قصد صحیح باقی رہتا ہے اور نہ اس کی کوئی عبادت معتبر ہوتی ہے۔

بنابریں یہ سمجھنا سخت غلطی ہے کہ عقل سلب ہو جانے کے بعد انسان کو عام اس سے کہ اسے مجنون پکارا جائے یا مجذوب کوئی خاص درجہ نیکی اور صلاح و خیر کا، یا گناہ اور برائی کا حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جنون کے بعد اس کی نیکی اور بدی اسی حالت پر رک جاتی ہے جس پر وہ ہوش و حواس کی حالت میں تھا، نہ اس میں کمی ہوتی ہے نہ زیادتی۔ البتہ جس طرح وہ عقل کھو کر مزید نیکی حاصل کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح مزید شر پر عذاب سے بھی بچ جاتا ہے۔

رہے وہ لوگ جو کسی حرام سبب سے اپنی عقل کھو بیٹھتے ہیں، مثلاً شراب کے جام چڑھانے، چرس یا بھنگ پینے، طرب انگیز گانے سننے، یا خود ساختہ عبادتیں کرنے کی وجہ سے شیاطین سے جو تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے باعث مخبوط الحواس ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ اپنی عقل برباد کرنے پر سخت مذمت اور سزا کے مستحق ہیں۔ اس گروہ میں بہت ایسے ہوتے ہیں جو شیطانی احوال طاری کرنے کی غرض سے ناچنے کودنے لگتے اور اس میں اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ عقل گم ہو جاتی ہے، یا سو جاتے ہیں، یا بے قابو ہو کر

گر پڑتے ہیں اور شیطانی احوال قلب پر طاری ہونے لگتے ہیں۔ اور بہتیرے ایسے بھی ہیں، جو مجذوب ہونے کے لئے برابر جدو جہد کرتے ہیں یہانتک کہ عقل کھو کر پاگل ہو جاتے ہیں۔ در حقیقت یہ تمام لوگ شیطانی جماعت میں سے ہیں جیسا کہ ان متعدد افراد سے ثابت و مشہور ہے۔ ان شریروں کے بارے میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے کہ عقل سے عاری ہونے کے بعد بھی وہ اعمال شرعیہ کے مکلّف رہتے ہیں یا نہیں؟ لیکن یہ کسی ایک عالم نے بھی نہیں کہا کہ اس طرح عقل گنوا دینے والے، اولیاء اللہ الموحدین المقربین وجندہ المفلحین ہو سکتے ہیں۔

بلاشبہہ علماء نے بعض عاقل مجنونوں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف بھی کی ہے۔ لیکن وہ اس شیطانی جماعت سے نہیں بلکہ پہلی قسم کے مجنونوں میں سے ہیں جو شروع میں نیکوکار تھے پھر دیوانے ہو گئے۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ جوں ہی دیوانگی میں کوئی لمحہ افاقہ ہوتا اور دماغ ذرا بھی درست ہوتا ہے تو وہ کفر اور بہتان کا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالتے بلکہ ایمان ہی کی باتیں کرنے لگتے ہیں جو اصل میں ان کے دلوں کے اندر موجود تھا۔ برخلاف اس کے یہ شیطانی مجنون جو شروع ہی سے کافر و عاصی تھے تو وہ شدت جنون اور افاقہ ہر حالت میں کفر و شرک ہی کے ہذیان میں مبتلا رہتے ہیں اور کبھی ایمان کا کوئی کلمہ ان کے چھوٹے منھ سے نہیں نکلتا۔ اسی طرح جو عرب دیوانے ہو کر فارسی یا ترکی یا بربری وغیرہ دوسری زبانوں میں بڑبڑانے لگتے

ہیں جیسا کہ بعض نام نہاد صوفیوں کی بھی حالت سماع کے وقت ہو جاتی ہے کہ عقل گم اور ایک والہانہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور غیر مفہوم بکواس کرنے یا کوئی دوسری زبان بولنے لگتے ہیں۔ تو یہ بھی وہ لوگ ہیں جن کی زبانوں پر شیطان مسلط ہو جاتا اور بولنا شروع کر دیتا ہے۔

فصل

یہ کہنا سخت جہالت وحماقت ہے کہ ان لوگوں کو خدا نے عقل اور احوال ساتھ ساتھ بخشے تھے۔ احوال باقی رہنے دیئے۔ عقل سلب کر لی اور وہ تمام باتیں معاف کر دیں جو ان پر فرض کی تھیں۔ کیونکہ احوال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ شیطانی اور رحمانی۔ محض خرق عادت، مکاشفہ اور عجیب تصرف دیکھ کر دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کیونکہ یہ چیزیں کبھی شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں اور اسی طرح اس کی ان ذریات کے ذریعہ ظاہر ہوا کرتی ہیں جس طرح ساحروں اور کاہنوں کے اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔ اور کبھی رحمٰن کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ، وہ ہیں جو اہل تقویٰ وایمان کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہیں۔

پس دیکھنا چاہئے کہ یہ مجنون یا مجذوب اصل میں کس قسم کے لوگ تھے اگر حالت عقل وہوش میں وہ مومنین متقین میں سے تھے تو بلاشبہ ان کی

عقل سلب ہو جانے کے بعد ان سے فرائض معاف ہو جائیں گے۔ اگر اہل کفر و شرک و نفاق میں سے تھے تو حالت جنون میں ان کا یہی حکم رہے گا۔ اور ان کے یہ خوارق و مکاشفات، اسی قسم کے شیطانی احوال سمجھے جائیں گے جس قسم کے مشرکین و کفار و منافقین پر طاری ہوتے ہیں۔ یہ لوگ مجنون ہونے کی وجہ سے اپنے قدیم دائرہ کفر و فسق سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح دیوانے مسلمان اپنے اگلے ایمان و تقویٰ کے دائرے سے نہیں نکل سکتے۔ اس کی مثال بالکل نیند، بیہوشی اور موت کی سی ہے کہ ان حالتوں کے طاری ہونے کی وجہ سے انسان اپنی اصلی حالت سے خارج نہیں ہو جاتا۔ عام اس سے کہ وہ حالت ایمان و تقویٰ کی ہو، یا شرک و کفر کی، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ وہ اس حال میں احکام واوامر کا مکلف نہیں رہے گا۔

لیکن مرفوع القلم ہو جانے سے آدمی کسی خاص ثواب و ستائش کا مستحق نہیں ہو جاتا اور نہ عقل کے زائل ہو جانے کی وجہ سے اولیاء اللہ کی کسی خصوصیت یا صالحین کی کسی کرامت کا مالک ہو جاتا ہے، بلکہ مرفوع القلم ہونے کے بعد اس کا حکم بالکل وہی ہو جاتا ہے جو سونے والے یا بیہوش آدمی کا ہوتا ہے۔ جو نہ کسی تعریف کا مستحق ہوتا ہے نہ کسی مذمت کا بلکہ سونے والا مجنون سے کہیں بہتر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء سوتے تھے۔ لیکن ان میں کوئی ایک بھی مجنون یا مجذوب نہ تھا۔ ہمارے نبی ﷺ پر نیند اور غشی طاری ہو سکتی تھی۔ لیکن

جنون سے آپ مبرا تھے۔ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر دل جاگتا تھا، اور مرض الموت میں آپ بیہوش ہو گئے تھے لیکن جنون سے اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو منزہ اور معصوم رکھا ہے جو سب سے بڑا نقص انسانی ہے۔ کیونکہ انسانیت کا کمال عقل سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے عقل زائل کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور وہ تمام چیزیں حرام ٹھہرادی ہیں جو زوال عقل کا باعث ہو سکتی ہیں۔ مثلاً شراب کہ اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے۔ حالانکہ اتنی شراب میں کوئی مضرت نہیں لیکن چونکہ وہ بھی شراب خوری کا ذریعہ ہو سکتا ہے کہ جس سے عقل زائل ہو جاتی ہے اس لئے اس کی ممانعت کر دی گئی۔ پھر ایسی صورت میں کیونکر تصور کیا جا سکتا ہے کہ سرے سے عقل کا زوال و فقدان، تقرب الٰہی اور ولایت کا سبب یا شرط یا وجہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بہت سے گمراہ تصور کرتے ہیں حتیٰ کہ انھیں کا ایک شاعر ان پاگلوں کی تعریف میں کہتا ہے:

هم معشر حلوا النظام وخرقوا　　　النساج فلا فرض لديهم ولا نفل

یہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے گرہ کھول ڈالی ہے اور تانا بانا توڑ ڈالا ہے
اب ان کے ہاں نہ کوئی فرض ہے نہ نفل۔

مجانين الا ان سر جنونهم　　　عزيز على ابوابه يسجد العقل

وہ مجنون ہیں لیکن انکے جنون کا راز اتنا بڑا ہے کہ اس کے دروازوں پر
عقل سر بہ سجود رہتی ہے

یہ کلام مسلمان کا نہیں بلکہ کسی گمراہ اور کافر کا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ جنون کے اندر بھی کوئی راز ہے جس کے دروازے پر عقل سجدہ کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس خردماغ نے کبھی کسی مجنون کا کوئی مکاشفہ، کوئی خارق عادت واقعہ، کوئی عجیب تصرف دیکھ لیا ہے جو ساحروں اور کاہنوں کی طرح شیطان سے اتصال کی وجہ سے حاصل ہو گیا ہو گا۔ اور نادانی سے سمجھ بیٹھا ہے کہ جنون بھی خدا کی کوئی بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ اس کے فہم ناقص میں ہر وہ شخص ولی ہے جسے کشف ہو یا کوئی خرق عادت دکھا سکے۔ حالانکہ یہ عقیدہ باتفاق جملہ اہل اسلام کفر ہے۔

فصل

کشف و کرامت اور خرق عادت سے متعجب اور مرعوب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ چیز یہود و نصاریٰ بلکہ اشد شدید کفار و مشرکین میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ اس کا ظہور خالص کافروں میں گمراہ مسلمانوں سے بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ جس میں جتنی زیادہ ضلالت اور گمراہی ہوتی ہے، اتنا ہی زیادہ شیطان کو اس سے تعلق و تقرب بھی حاصل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھوں شیطانی امور زیادہ دکھاتا ہے تاکہ نادانوں کو گمراہ کر سکے۔ لیکن اس گروہ کے مکاشفات میں ٹھیک اسی طرح کذب و بہتان اور اعمال میں فجور و طغیان ضرور نمایاں ہوتا ہے جس طرح ان کے بھائی بند

ساحروں اور کاہنوں میں ہمیشہ دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: هل انبئكم على من تنزل الشيطين تنزل على كل افاك اثيم "کیا میں تمہیں خبر دوں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹے اور گنہگار پر اترتے ہیں۔" پس شیطان جس کسی پر بھی اتریں گے اس میں کسی نہ کسی قسم کا کذب وفجور ضرور پایا جاتا ہے۔

نبی ﷺ نے خبر دیدی ہے کہ اولیاء اللہ وہی لوگ ہیں جو فرائض کے ذریعہ ذات خداوندی تک تقرب حاصل کرتے ہیں۔ وہی اس کی کامیاب جماعت میں داخل ہوتے ہیں، وہی اس کے غالب ہونے والے لشکر میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا اور کہتا ہے کہ یہ لوگ جو اپنی دیوانگی جہالت، شرارت یا کسی اور وجہ سے نہ فرائض ادا کرتے ہیں نہ نوافل کی پرواہ کرتے ہیں، وہ اولیاء اللہ المتقین میں سے ہیں۔ تو یہ اعتقاد کفر ہے اور اس کا معتقد دین الٰہی سے منکر و مرتد ہے اگرچہ زبان سے لا اله الا الله محمد رسول الله برابر پکارتا ہے ایسا شخص بلاشک کاذب ہے اور ان لوگوں میں داخل ہے جن کی بابت خدا کا ارشاد ہے۔ اذا جاء ك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله. والله يشهد ان المنافقين لكاذبون، اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله انهم سآء ما كانوا يعملون ذلك

بانهم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبهم فهم لایفقهون (۱)

(منافقون:۱۔۳)

اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص بغیر کسی عذر کے محض لاپرواہی سے تین جمعے ناغہ کر دیتا ہے خدا اس کے قلب پر مہر لگا دیتا ہے اگر محض تین جمعے ترک کرنے سے قلب پر مہر لگ جاتی ہے اگرچہ نماز ظہر پڑھتا رہا ہو تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو نہ ظہر پڑھتا ہے نہ جمعہ میں حاضر ہوتا ہے، نہ فرض ادا کرتا ہے، نہ نفل سے تعلق رکھتا ہے، نہ وضو کرتا ہے، نہ بڑی طہارت کا خیال رکھتا ہے، نہ چھوٹی طہارت کی پرواہ کرتا ہے، ایسا شخص اگر پہلے مومن بھی ہو اور قلب پر مہر لگ جائے تو اپنے ترک صلوٰۃ اور عدم اعتقاد کی وجہ سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے، اگرچہ اپنے تئیں برابر مومن یقین کرتا ہے۔ پھر ظاہر ہے اس کا ولی اللہ ہونا ناممکن، اور اسے ولی اللہ سمجھنا حماقت و ضلالت ہے۔

قرآن مجید میں منافقین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ:-

یعنی شیطان ان پر حاوی و مسلط ہو جاتا ہے۔ اور معلوم ہے کہ شیطان

(۱) جب منافق تیرے پاس (اے رسول) آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا پیغمبر ہے۔ اور خدا جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ (یہ بھی) گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں، انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر رکھا ہے اور لوگوں کو راہ خدا سے روکتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ فعل کیسا برا ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے، پھر منکر ہو گئے۔ اس پر ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی اور اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

جس کسی پر قابو حاصل کر لیتا ہے تو اسے اللہ ورسول کے مخالف راستہ ہی پر لے جاڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- الم تر انا ارسلنا الشیطین علی الکافرین تؤزھم ازاً یعنی شیطان کافروں کو برانگیختہ کرتا ہے۔ لہٰذا یہی تو وہ لوگ ہیں جن پر شیطان نے پوری گرفت کرلی ہے اور انھیں ذکر الٰہی سے بھول میں ڈال دیا ہے۔ اولئك حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون (۱) (المجادلۃ:۱۹)

حدیث میں ہے ”جس آبادی میں تین شخص بھی ہوتے ہیں اور ان میں نہ اذان دی جاتی ہے، نہ نماز قائم کی جاتی ہے تو شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے“ پس ہر وہ تین آدمی جن پر اذان و نماز قائم نہیں کی جاتی، شیطان کی جماعت میں سے ہو جاتے ہیں کہ جن پر اسکی گرفت مضبوط ہو جاتی ہے اور وہ ہرگز اولیاء الرحمٰن میں سے نہیں ہو سکتے کہ جنھیں اللہ تعالیٰ اپنی عزت وکرامت سے سرفراز کرتا ہے۔ اگرچہ کتنے ہی عابد وزاہد ہوں، روزے رکھتے ہوں، شب بیداری کرتے ہوں، لبوں پر مہر سکوت لگائے رہتے ہوں، اور آبادی سے الگ تھلگ سنسان مقامات میں رہبانوں کی طرح بسیرا لیتے ہوں، جودیروں، بھٹوں، غاروں اور پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ مثلاً کوہ لبنان، کوہ سون، لیسون کے رہبان اور پہاڑ قاسیوں کے غاروں میں رہنے والے رہبان، یا اور ایسے مقامات جہاں بہت سے جاہل اور گمراہ عابد جاتے ہیں، عبادتیں کرتے ہیں، چلے کھینچتے ہیں، بغیر اس کے کہ کبھی اذان دلائیں یا

(۱) یہ لوگ شیطان کی جماعت ہیں، شیطان کی جماعت ہی ناکام جماعت ہے۔

ایک وقت کی بھی نماز قائم کریں، وہ تمام وقت ایسی عبادتوں میں گزارتے ہیں جو اللہ ورسول نے مقرر نہیں کی ہیں۔ اپنے اذواق و مواجید پر چلتے ہیں، اور اپنے احوال میں نہ کتاب اللہ سے ہدایت یاب ہونے کی پرواہ کرتے ہیں، نہ سنت رسول اللہ کی پیروی کا کبھی خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا تک رسائی کا راستہ صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ خود اس نے بیان کردیا ہے کہ:- ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر کم ذنوبکم (۱)

فصل

یہ لوگ اہل بدعت و ضلالت ہیں، شیطان کے مرید ہیں، حاشا اولیاء اللہ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ جو کوئی ان کی ولایت کی گواہی دیتا ہے جھوٹا گواہ ہے اور راہ راست سے بھٹکا ہوا ہے۔ اور اگر یہ جان کر بھی کہ وہ رسول کے خلاف راہ پر چلتے ہیں ان کی بزرگی کی شہادت دیتا ہے تو دین اسلام سے بھی خارج ہے۔ کیونکہ ایسا کہنے والا یا تو رسول کی تکذیب کرنے والا ہوگا، یا آپ کی لائی شریعت میں شک رکھتا ہوگا، یا جان بوجھ کر ہٹ دھرمی اور دل کی شرارت سے مخالفت پر کمربستہ ہوگا۔ اور ظاہر ہے جو ایسا ہو، اس کے کافر ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر وہ رسول کی لائی ہوئی شریعت سے جاہل ہو اور سچے دل سے یقین رکھتا ہو کہ آپ سب

---

(۱) اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔

انسانوں کے لئے ظاہر و باطن میں رسول ہیں، اور یہ کہ بجز آپ کی اتباع کے کوئی دوسرا راستہ اللہ تک پہونچنے کا نہیں ہے پھر محض شریعت سے بے خبری اور سنت نبوی سے لاعلمی کی وجہ سے سمجھتا ہو کہ یہ نوایجاد عبادتیں اور شیطانی حقیقتیں شیطان کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ بعینہ وہی ہیں جو رسول نے مقرر کی ہیں، تو اسے اس کی غلطی سے آگاہ کرنا، حق بتانا، کتاب و سنت کی ہدایت سے باخبر کرنا چاہئے۔ اگر جاننے پر توبہ کرلے تو بہتر ہے، ورنہ مذکور الصدر لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو کر کافر و مرتد ہو جائے گا اور عذاب الٰہی سے اسے نہ کوئی عبادت بچا سکے گی اور نہ زہد پناہ دے سکے گا مثل رہبانوں، صلیب پرستوں، آتش پرستوں اور بت پرستوں کے جو باوجود کثرت زہد و عبادت اور خوارق و مکاشفات شیطانیہ رکھنے کے نجات نہیں پاسکتے جیسا کہ قرآن میں ہے قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعاً (۱) حضرت سعد بن ابی وقاص وغیرہ صحابہ اور سلف صالحین نے اس آیت کی شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ یہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو خانقاہوں اور دیروں میں عبادت و ریاضت کرتے ہیں اور بالکل عبث ہیں کیونکہ انھیں کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمایا ہے، هل انبئكم على من تنزل الشيطين تنزل على كل افاك اثيم (۲)

---

(۱) کہہ دے کہ کیا ہم تمہیں خبر دیں کہ کون ہیں اپنے اعمال کو خسارہ میں ڈالنے والے وہ ہیں جنھوں نے ضائع کیں اپنی کوششیں دنیاوی زندگی میں۔ اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

(۲) کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔

"افاک" کے معنیٰ ہیں جھوٹا، اور "اثیم" گنہگار کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لنسفعاً بالناصية ناصية كاذبة خاطئة (۱) جو کوئی دین میں بغیر علم کے گفتگو کرتا ہے، جھوٹا ہوتا ہے، اگرچہ نادانستہ ہی جھوٹ بولے، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ کبار صحابہ سے مروی ہے کہ جب اپنے اجتہاد سے کوئی فتویٰ دیتے تو کہتے تھے "اگر یہ درست ہو تو اللہ کی طرف سے ہے، اگر غلط ہو تو غلطی ہماری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہے۔"

پس اگر مجتہد کی غلطی بھی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے حالانکہ مجتہد کو اس کی غلطی معاف ہے تو اس شخص کی غلطی بدرجہ اولیٰ شیطان کی طرف سے ہوگی جو بلا درجہ اجتہاد حاصل کیے ہوئے دین میں گفتگو کرتا ہے، ایسا شخص اگر توبہ نہیں کرے گا تو مجتہد کے برعکس اسے اپنی غلطی بھگتنا پڑے گی۔ غرض کہ جو کوئی بھی بغیر علم واجتہاد کے گفتگو کرتا ہے وہ تو اس گفتگو میں جھوٹا اور گنہگار ہوتا ہے، اگرچہ اور دوسرے معاملات میں نیکیاں رکھتا ہو (۲)

(۱) البتہ ہم اس جھوٹے گنہگار کے پیچھے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔

(۲) اس سے مقصود یہ نہیں ہے کہ جب تک آدمی اجتہاد کا درجہ نہ حاصل کر لے جس کا دروازہ اس زمانہ میں ہمارے مولویوں نے سب بند کر رکھا ہے۔ اس وقت تک دین کی کوئی بات منھ سے نہ نکالے۔ جیسا کہ بہت سی بدعتیں کرنے والے جاہل اپنے معترضوں سے کہدیا کرتے ہیں کہ تم عالم نہیں ہو، اعتراض کیوں کرتے ہو؟ بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس مسئلہ میں آدمی کو علم نہ ہو اس میں دخل نہ دے، اور جس میں علم رکھتا ہو، اس مسئلہ میں ضرور بولے، خصوصاً شرک وبدعت اور تقلید وجمود پر اعتراض کرنا، ہر مسلمان کا فرض ہے اگر عالم نہ بھی ہو کیونکہ یہ ایسی صاف گمراہیاں ہیں جن کا علم بالکل آسان اور ہر شخص کو حاصل ہو سکتا ہے (مترجم)

شیطان ہر انسان پر نازل ہوتا ہے اور اپنی شیطانی استعداد کے مطابق گمراہی کا منتر اس پر پھونکتا ہے۔ اسی طرح رحمانی استعداد اور اخلاص واطاعت الٰہی جتنی زیادہ اس میں دیکھتا ہے اتنا ہی دور اس سے بھاگتا ہے، قرآن میں ہے۔ان عبادی لیس لک علیھم سلطان (۱)

اور اللہ کے بندے وہی ہیں جنھوں نے اس کے رسولوں کی بتائی ہوئی عبادتوں پر اس کی پرستش کی ہے۔ لیکن جنہوں نے خود ساختہ طریقوں پر عبادت کی تو وہ رحمان کے نہیں سراسر شیطان کے پجاری ہیں فرمایا:الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انه لکم عدو مبین وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم ولقد اضل منکم جبلا کثیرا أفلم تکونوا تعقلون (۲) پھر شیطان کے اکثر پجاری اس حقیقت سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں کہ وہ شیطان کی عبادت کررہے ہیں۔ بلکہ کبھی تو اس وہم میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم فرشتوں یا صالحین کی عبادت کرتے ہیں۔ جیسے وہ لوگ جو بزرگوں کی منتیں مانتے،ان سے فریادیں کرتے،اورانھیں سجدے کرتے ہیں۔درحقیقت یہ بھی اس پردہ میں نادانستہ شیطان ہی کی پرستش کرتے ہیں،اگرچہ برابر اسی دھوکہ میں پڑے رہتے ہیں کہ ہم فرشتوں اور صالحین کی عبادت نہیں کرتے بلکہ ان کاوسیلہ وشفاعت چاہتے ہیں قرآن میں ہے ویوم یحشرھم جمیعاً ثم یقول للملائکة أھولآء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانك انت ولینا من

(۱) میرے بندوں پر تجھے کچھ اختیار نہیں ہے (۲) اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھی راہ ہے۔ البتہ شیطان تم میں سے ایک بڑی مخلوق کو گمراہ کرچکا ہے۔ پھر بھی کیا تم سمجھتے نہیں۔

دونهم بل كانوا يعبدون الجن اكثرهم بهم مومنون (۱) یہی حال کواکب پرستوں کا ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہم آفتاب کو سجدہ کرتے یا ستاروں سے مناجات کررہے ہیں حالانکہ فی الواقع ان کی تمام توجہ و عبادت شیطان کی طرف ہوتی ہے پھر جب ان پر بعض ارواح نازل ہوتی ہیں، ان سے مخاطب ہوتی ہیں ہونے والے واقعات سے انھیں آگاہ کردیتی ہیں، اور ان کی بعض ضرورتیں پوری کردیتی ہیں تو یہ اپنی نادانی سے اسے کواکب کی روحانیت یا فرشتوں کا نزول سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کاروائیاں ابلیس لعین ہی کی ہوتی ہیں۔ وہی ان پر اترتا اور یہ شعبدے دکھاتا ہے، قرآن میں ہے ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهوله قرين (۲) رحمٰن کا ذکر کیا ہے؟ اس کی اتاری ہوئی ہدایت یعنی کتاب و سنت ہے جس کی بابت خود، ارشاد فرمایا ہے۔ واذكر وانعمة الله عليكم وما انزل عليكم من الكتاب والحكمة يعظكم به (۳) اور لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولاً من انفسهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة (٤) دوسری جگہ خود لفظ ذکر سے اسے تعبیر کیا ہے۔ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون (۵)

---

(۱) اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر فرشتوں سے پوچھیں گے کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے پاک ہے تیری ذات، تو ہی ان کے مقابلہ میں ہمارا مددگار ہے بلکہ یہ لوگ خیالات کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہیں کے ماننے والے ہیں۔ (۲) جو خدا کے ذکر سے اغماض کرتا ہے ہم اس پر شیطان تعینات کردیتے ہیں اور وہ اس کے ساتھ برابر لگا رہتا ہے (۳) اور یاد کرو اپنے اوپر خدا کے احسان کو اور جو اس نے کتاب و حکمت تم پر اتاری ہے جس سے وہ تمہیں نصیحت بخشتا ہے۔ (۴) یقیناً یہ اللہ کا مومنوں پر بڑا احسان ہے کہ اس نے خود انہیں میں سے ایک رسول ان کے پاس بھیجا جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے۔ انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ (۵) ہم ہی نے ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے پاسبان ہیں۔



فصل

پس جو کوئی اس ذکر یعنی کتاب و سنت سے اعراض اور روگردانی کرتا ہے تو اس کے ساتھ شیطانوں میں سے کوئی شیطان لگا دیا جاتا ہے اور وہ جس حد تک شیطان کی پیروی کرتا ہے اسی حد تک اولیاء الشیطان میں سے ہو جاتا ہے پھر ایسے لوگ بھی ہیں جنھیں کبھی رحمٰن کی طرف میلان ہوتا ہے اور کبھی شیطان کی طرف تو ان میں ایمان و ولایت اتنی ہی مقدار میں ہوتی ہے جتنی مقدار میں وہ اللہ کی طرف جھکتے ہیں اور نفاق و عداوت الٰہی بھی اتنی ہی مقدار میں ہوتی ہے جتنی وہ شیطان سے دوستی اور محبت رکھتے ہیں۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ فرمایا ”قلب چار قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو کھلا ہوتا ہے اور اسمیں ایک چراغ سا روشن ہوتا ہے۔ یہ مومن کا قلب ہے دوسرا وہ جو بند ہوتا ہے اور یہ کافر کا قلب ہے، تیسرا وہ جو الٹا ہوتا ہے اور یہ منافق کا قلب ہے، چوتھا وہ جس میں ایمان اور نفاق دونوں کے مادے ہوتے ہیں ان میں جو غالب ہو جاتا ہے اسی کے موافق وہ ہو جاتا ہے۔ صحیحین میں ہے کہ فرمایا جس میں چار خصلتیں یہ ہیں کہ: امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ بات کرے تو جھوٹ بولے، عہد کرے تو بیوفائی کرے، جھگڑا کرے تو گالی بکے۔۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے صاف بیان فرما دیا ہے کہ ایک ہی قلب میں نفاق اور ایمان دونوں کی شاخیں

موجود ہو سکتی ہیں پس جس میں نفاق کی شاخ جتنی بڑی ہو گی اتنا ہی وہ خدا سے دور اور بیزار ہو گا اور ایمان کی شاخ جتنی لمبی ہو گی اسی حساب سے وہ خدا سے محبت اور دوستی رکھے گا یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں کے کچھ خوارق ان کے ایمان و تقویٰ کی جہت سے صادر ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ کی کرامات میں شمار ہوتے ہیں۔ اور کچھ نفاق و عداوت کی جہت سے صادر ہوتے ہیں اور شیطانی احوال میں گنے جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر نماز میں دعاء مانگا کریں: اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غيرالمغضوب عليهم ولا الضآلين (۱). مغضوب عليهم وہ لوگ ہیں جو حق کو جانتے اور اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور ضالون وہ لوگ ہیں جو بغیر علم کے اللہ کی عبادت کرتے ہیں پس جو کوئی جان بوجھ کر کتاب و سنت کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے ذوق اور ہوائے نفس کی پیروی کرے گا تو وہ مغضوب علیھم میں سے ہو جائے گا۔ اور جو جہالت کی راہ سے کتاب و سنت کو چھوڑ کر بغیر علم کے عبادت کرے گا تو ضالون میں سے ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت کرے جو انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کی راہ ہے۔ والحمدلله رب العالمين والعاقبة للمتقين.

---

(۱) ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت کر جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تو نے احسان کیا ہے، نہ ان پر (تیرا) غضب پڑا ہے نہ وہ گمراہ ہیں۔